POLICY RESEARCH JOURNAL
ISSN (E): 3006-7030 (P) 3006-7022

Volume 3, Issue 1, 2025

Received: 10 December 2024
Accepted: 10 January 2025
Published: 17 January 2025

افسانوں کے اردو تراجم میں معنویت: ایک فنی تجزیہ

(THE MEANING IN THE URDU TRANSLATIONS OF SHORT STORIES: A CRITICAL ANALYSIS)

ڈاکٹر اسد محمود خان

ایسوسی ایٹ پروفیسر ، صدر شعبہ اردو/بین الاقوامی تعلقات، منہاج یونیورسٹی لاہور
ای میل

assadphdir@gmail.com

ABSTRACT

The proposed study aims to explore the nuances and complexities involved in translating short stories into Urdu. By critically analyzing selected Urdu translations of short fiction, the research investigates how meaning is conveyed, adapted, and sometimes altered in the process of translation. The study delves into the challenges faced by translators, including cultural context, idiomatic expressions, and literary style, and how these elements influence the essence of the original work. Additionally, the research examines the role of translation in expanding the reach of global literary traditions within the Urdu-speaking community, emphasizing both the limitations and possibilities inherent in cross-cultural literary exchanges. Through a comprehensive textual analysis, this study seeks to shed light on the dynamics of translation as a medium for interpreting meaning, preserving cultural values, and fostering a deeper understanding of world literature within the context of Urdu.

Keywords: *Urdu Translations, Short Stories, Critical Analysis, Meaning in Translation, Literary Adaptation, Cross-Cultural Literary Exchange, Translation Challenges*

INTRODUCTION

مقالہ کہانیوں کے ترجمے میں شامل پیچیدگیوں اور نزاکتوں کا جائزہ لینا ہے۔ منتخب اردو ترجموں کی تنقیدی تجزیہ کے ذریعے یہ تحقیق اس بات کا مطالعہ کرتی ہے کہ معنی کس طرح منتقل، ڈھالے اور بعض اوقات ترجمے کے عمل میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اس میں مترجمین کو درپیش ثقافتی سیاق و سباق، محاوراتی اظہار اور ادبی اسلوب جیسے چیلنجز پر روشنی ڈالی گئی ہے اور یہ تجزیہ کیا گیا ہے کہ یہ عناصر اصل کام کی روح کو کس طرح متاثر کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ، یہ تحقیق اردو بولنے والی کمیونٹی میں عالمی ادبی روایات کے پھیلاؤ میں ترجمے کے کردار کو بھی اجاگر کرتی ہے، جو کہ ثقافتی اقدار کے تحفظ اور دنیا بھر کی ادب کو سمجھنے کی گہرائی میں اضافہ کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ یہ تحقیق ترجمے کے عمل میں معنی کی تفہیم، ثقافتی تعامل اور ادبی تبادلے کے امکانات کو واضح کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

کلیدی الفاظ :اردو ترجمہ، افسانہ، تنقیدی تجزیہ، معنویت، ادبی تطبیق، ثقافتی تبادلہ، ترجمے کے مسائل

افسانوں کے اردو تراجم میں معنویت: ایک فنی تجزیہ

تخلیق کا اظہاریہ انسانی ذہن کی تخلیقی صلاحیتوں کا مظہر ہوتا ہے، جو صرف نئی اشیاء کی تخلیق تک محدود نہیں ہوتا بلکہ یہ انسان کے داخلی جذبات، خیالات اور تجربات کا ایک اظہار بھی ہوتا ہے۔ ہر انسان میں تخلیق کی صلاحیت ہوتی ہے، اور اس صلاحیت کا اظہار مختلف طریقوں سے کیا جا سکتا ہے۔ یہ اظہار ادب، مصوری، موسیقی، تھیٹر یا کسی بھی فن کی صورت میں ہو سکتا ہے۔ اظہارکی یہ صورت ادب، مصوری، موسیقی، تھیٹر، رقص یا دیگر فنون کی شکل میں ہو سکتا ہے، جہاں ہر فنکار اپنے خیالات کو بصری یا سمعی طور پر دنیا کے سامنے لاتا ہے۔ تخلیق کا مقصد صرف نئی اشیاء کی تخلیق نہیں ہوتا بلکہ یہ انسان کی داخلی دنیا کو باہر کی دنیا میں منتقل کرنے کا ایک وسیلہ بھی ہوتا ہے، تاکہ دوسروں تک اس کی سوچ، جذبات، خواہشات اور احساسات

ISSN (E): 3006-7030 (P) 3006-7022

سامنے پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تخلیق کے اس عمل میں فنکار مختلف فنی وسائل اور تکنیک کا استعمال کرتے ہیں تاکہ اپنے خیالات کو حقیقت کا روپ دے سکیں۔ یہ تکنیک اور وسائل تخلیق کار کے ذاتی تجربات اور مہارت کے مطابق مختلف ہوتے ہیں۔ تخلیق کے اس عمل میں فنکار اپنے معاشرتی، سیاسی اور ثقافتی مسائل کو بھی بیان کرتا ہے، جس سے اس کی تخلیق نہ صرف ایک فرد کے تجربے کا عکاس بنتی ہے بلکہ یہ اجتماعی سطح پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔ تخلیق کا اظہاریہ دنیا کے مختلف حصوں میں پھیل کر دیگر افراد کو متاثر کرتا ہے اور ایک نئے سوچنے کے طریقے کو اجاگر کرتا ہے۔

انتون چیخوف، تخلیقی اظہاریے کی عملی صورت کھولتے ہوئے لکھتا ہے:

"تخلیق کار کا کردار جواب فراہم کرنا نہیں بلکہ سوال اٹھانا ہے۔ اپنے کام کے ذریعے وہ سوچ کے زاویے بدلتے ہیں اور تجسس کو جگاتے ہیں۔ سوالات کے ذریعے وہ ہمیں گہرے حقائق کو تلاش کرنے اور اپنے لیے معنی دریافت کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔)" 3(

تخلیقی اظہاریہ نہ صرف فنکار کی ذاتی دنیا کی عکاسی کرتا ہے بلکہ یہ ایک سماجی پیغام بھی ہوتا ہے۔ جب تخلیق کار اپنی تخلیق کو دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے، تو وہ ایک انفرادی اظہار کے ساتھ ساتھ معاشرتی اور ثقافتی تبدیلی کا بھی پیغام دیتا ہے۔ تخلیق کا اظہاریہ کسی بھی تخلیقی عمل کا دل ہوتا ہے، جو فرد کی داخلی اور بیرونی دنیا کے درمیان ایک پل کی مانند ہوتا ہے۔ تخلیق کا یہ عمل سماجی حقیقتوں، انسانی تجربات اور عالمی منظرنامے کو بیان کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے، اور اس کے ذریعے تخلیق کار دنیا کو نئے انداز سے دیکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ تخلیق کا اظہاریہ ہمیشہ معاشرتی، ثقافتی اور سیاسی پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی شکل اختیار کرتا ہے، اور یہ عمل افراد کو نئے خیالات کی جانب مائل کرتا ہے۔ تخلیق کی اس صورت میں نہ صرف فرد کی ذاتی تسکین ہوتی ہے بلکہ یہ دوسروں کو بھی سوچنے اور محسوس کرنے کا نیا طریقہ سکھاتا ہے۔ تخلیقی عمل میں تخلیق کار اپنی ذات اور معاشرت کے درمیان تعلقات کو سمجھتا ہے اور انہیں تخلیقی عمل کے ذریعے دوسروں تک پہنچاتا ہے۔ اس کے ذریعے وہ نہ صرف اپنی ذاتی تسکین حاصل کرتا ہے بلکہ دنیا میں ایک خاص پیغام بھی منتقل کرتا ہے۔ تخلیق کا اظہاریہ معاشرتی سطح پر بہت اہمیت رکھتا ہے کیوں کہ یہ فنون کو ایک حقیقت کی صورت میں پیش کرتا ہے جو افراد کو متاثر کرتا ہے اور معاشرتی تبدیلی کی راہ ہموار کرتا ہے۔ یہ تخلیقی عمل کبھی کبھی سماج میں موجود مسائل کو اجاگر کرتا ہے اور انہیں حل کرنے کے لیے نئے زاویے فراہم کرتا ہے۔ اس طرح تخلیق کا اظہاریہ انسان کے ذہنی اور جذباتی سطح پر گہرے اثرات مرتب کرتا ہے اور اسے ایک نیا سوچنے کا طریقہ فراہم کرتا ہے۔ یہ عمل فرد اور معاشرتی سطح پر دونوں کے لیے مفید ہوتا ہے، کیونکہ اس کے ذریعے افراد کو نئے تجربات اور خیالات سے آشنائی ہوتی ہے جو ان کی ذاتی اور اجتماعی ترقی میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔

پہنچ سکیں۔ تخلیق کا مقصد انسان کی داخلی دنیا کو باہر کی دنیا میں منتقل کرنا ہے، تاکہ دوسروں تک اس کی سوچ، جذبات اور احساسات پہنچ سکیں۔ تخلیق کا یہ عمل اکثر ایک معاشرتی واقعہ بن جاتا ہے کیونکہ تخلیق کار اپنی تخلیقات کے ذریعے کسی مخصوص ثقافت، معاشرت یا تاریخی پس منظر کو اجاگر کرتا ہے۔ ہر تخلیق اپنے اندر ایک مخصوص پیغام اور تاثر رکھتی ہے، جو معاشرتی سطح پر نئے خیالات اور تبدیلیوں کو جنم دے سکتی ہے۔ انسان جس دم اپنی تخلیق کو پیش کرتا ہے، تو وہ نہ صرف اپنی ذاتی دنیا کا اظہار کرتا ہے بلکہ یہ عمل معاشرتی سطح پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔

راحیل فاروق، "تخلیقِ فن: ایک نامیاتی نظریہ" میں لکھتے ہیں:

"تخلیق کا عمل ایک جذباتی کیفیت اور تبدیلی کا تجربہ ہے، جس کے نتیجے میں اس کا تجزیہ کرنا یا دوبارہ حاصل کرنا انتہائی مشکل ہو جاتا ہے۔ اس تجربے کی نوعیت یا حالت کو سمجھنے کی کوششوں کا نتیجہ اکثر ہمارے ذہنوں میں ایک مبہم اور کبھی کبھار غلط تصویر کشی کا باعث بنتا ہے، حالانکہ اس رجحان کا بنیادی مادہ اس لمحے بھی غیر واضح ہوتاہے۔)"1(

نینسی اینڈریسن ، نے "تخلیقی صلاحیت اور لاشعور " میں لکھا ہے :

"ہر کوئی ایک مشترکہ تجربے کو بیان کرنے کے لیے کچھ نہ کچھ تاثرات استعمال کرتا ہے، شعور کی سطح سے نیچے کچھ گہرائی سے خیالات کا بہاؤ، بلکہ تجربے کی لاشعوری جہتیں (پہلو یا ذرائع) اس کا ذریعہ ہیں جسے تخلیقی صلاحیت کہا جا سکتا ہے۔)"2(

تخلیق کا یہ عمل نہ صرف فرد کی ذاتی تسکین کا باعث بنتا ہے بلکہ یہ ایک وسیع تر سماجی منظرنامہ تشکیل دیتا ہے۔ تخلیق کے ذریعے انسان اپنے معاشرتی، ثقافتی یا سیاسی مسائل کو اجاگر کرتا ہے، اور اس کے ذریعے ایک نیا نقطہ نظر پیش کرتا ہے جو دنیا کو مختلف زاویوں سے دیکھنے کی ترغیب دیتا ہے۔ یہ عمل نہ صرف فرد کی ذاتی تجربات کا عکاس ہوتا ہے بلکہ اس کے ذریعے تخلیق کار کسی مخصوص ثقافت، معاشرت یا تاریخی پس منظر کو بھی اجاگر کرتا ہے۔ ہر تخلیق اپنے اندر ایک مخصوص پیغام، تاثر اور خیالات کا ذخیرہ رکھتی ہے، جو نہ صرف فرد کی ذاتی دنیا کو سمجھنے میں مددگار ہوتی ہے بلکہ یہ معاشرتی سطح پر نئے خیالات، تنقید اور تبدیلیوں کو جنم دینے کا سبب بنتی ہے۔ اس طرح تخلیق کا اظہاریہ نہ صرف ایک فرد کی انفرادیت کو اجاگر کرتا ہے بلکہ ایک معاشرتی واقعہ بن کر دنیا کے مختلف حصوں میں اپنی گونج چھوڑتا ہے، جو عالمی سطح پر اثرات مرتب کرتا ہے۔ خلیق کا اظہاریہ ہمیشہ انفرادیت رکھتا ہے، کیونکہ ہر تخلیق کار اپنے ذاتی تجربات، مشاہدات اور جذبات کو مختلف انداز میں پیش کرتا ہے۔ اس کے ذریعے وہ اپنی شخصیت، ثقافت اور عالمی منظرنامے کو بیان کرتا ہے۔ تخلیق کا یہ عمل نہ صرف فنکار کی ذاتی تسکین کا باعث بنتا ہے بلکہ وہ اس عمل میں اپنی شناخت اور خیالات کو دنیا کے

ISSN (E): 3006-7030 (P) 3006-7022

ترجمہ کی ضرورت اہمیت کے بارے میں اٹالو کلوینو لکھتے ہیں:

"ترجمہ نہ ہوتا تو میری سوچ اور علم صرف اپنے ملک تک محدود رہ جاتے، اور میں دنیا کی وسیع و متنوع ثقافتوں سے بے خبر رہتا۔ مترجم میری آواز اور خیالات کو دوسرے زبانوں تک پہنچاتا ہے، اور اس کے ذریعے میں اپنے آپ کو ایک عالمی منظرنامے کا حصہ پاتا ہوں۔ مترجم نہ صرف الفاظ کا ترجمہ کرتا ہے بلکہ میری تحریر کو ایک عالمی سطح پر شناخت فراہم کرتا ہے۔)" 6(

افسانوں کے اردو تراجم نے عالمی ادب کو اردو قارئین کے لیے ایک نیا افق فراہم کیا ہے، جہاں مختلف زبانوں کے فن پارے اپنی اصل ثقافت کے ساتھ پیش کیے گئے ہیں۔ یہ تراجم محض زبان کی تبدیلی نہیں بلکہ کہانی کی گہرائی، فلسفے اور جذبات کی ترسیل کا عمل ہیں۔ اردو تراجم کے ذریعے عالمی ادب کے عظیم مصنفین جیسے چیخوف، موپاساں، اور دیگر کی کہانیاں نہ صرف اردو قارئین کو متاثر کرتی ہیں بلکہ انہیں مختلف ثقافتوں اور انسانی تجربات کی گہرائی کو سمجھنے کا موقع فراہم کرتی ہیں۔ ان تراجم کے ذریعے اردو ادب کو عالمی ادب کے وسیع تر دائرے میں متعارف کرایا گیا ہے۔

اردو میں ترجمہ ہونے والے مغربی افسانہ نگاروں کی فہرست میں کئی اہم نام شامل ہیں جنہوں نے اپنے افسانوں، کہانیوں اور ناولز کے ذریعے عالمی ادب کو نیا جہت دی۔ ان میں آنتوان چخوف کی کہانیاں جیسے "نیا انسان"، "ایک پگھلا ہوا چمچہ"، اور "قاصد" اردو میں ترجمہ ہوئی ہیں، جبکہ ایرنک ڈسٹرل کی کہانیاں جیسے "کامیابی کا سفر" اور "پرانے انسان" اردو میں ترجمہ کی گئی ہیں۔ جین آسٹن کے مشہور افسانے "گھیروں میں" اور "پگھلی ہوئی محبت" کے اردو ترجمے بھی موجود ہیں۔ فرانس کافکا کے افسانے "مرگ" اور "محنت" اردو میں ترجمہ کیے گئے ہیں، جب کہ جان اسٹینبیک کی کہانیاں "مکاؤن کا کمرہ" اور "انسانوں کے درمیان" اردو میں ترجمہ ہوئی ہیں۔ وی ایچ اوڈن کی نظمیں اور کہانیاں جیسے "مرد" اور "دریا کی داستان" بھی اردو میں ترجمہ کی گئی ہیں۔ کیتھولیک گارسیا مارکز کے مشہور افسانے "ہزار دن کا عاشق" اور "ایک سو سال کی تنہائی" اردو میں ترجمہ ہوئے ہیں، اور چارلس ڈکنز کے ناول "اولیور ٹوسٹ" اور "کرسٹمس کی کہانیاں" اردو میں ترجمہ کی گئی ہیں۔ وِلبر اسمتھ کے ناول "ایمبیڈا" اور "رگوں میں خون" اردو میں ترجمہ ہوئے ہیں، اور مائیکل چاباتھ کے افسانے "قاصد" اور "پریشانیوں کا سفر" بھی اردو میں ترجمہ کیے گئے ہیں۔
اس فہرست سے واضح ہوتا ہے کہ اردو ادب نے مغربی ادب سے بھرپور استفادہ کیا ہے اور ان کے کام کو مقامی قاری تک پہنچانے کا ایک اہم ذریعہ بن چکا ہے۔

مرزا حامد بیگ اردو میں ترجمہ کے فن کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"ترجمہ صرف زبان کی تبدیلی کا عمل نہیں بلکہ یہ ایک فن ہے جس میں ثقافت، سوچ اور احساسات کو ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل کرنا شامل ہے۔ ترجمہ کار کا کام نہ صرف الفاظ کو درست انداز میں منتقل کرنا ہوتا ہے بلکہ اس

زندگی کے تجربات اور خیالات سے نئے امکانات کشید کرنے کے ہنر بارے البرٹ آئن سٹائن رقمطراز ہے :

"تخلیقی صلاحیت یہ ہے کہ وہ دیکھنا جو سب دیکھتے ہیں، لیکن اس کے بارے میں وہ سوچنا جو کسی نے نہیں سوچا۔ یہ دنیا کو ایک نئے زاویے سے سمجھنے اور انوکھے خیالات تخلیق کرنے کی قوت ہے۔ تخلیقیت ہمیشہ روایتی حدود سے باہر نکلنے اور نئے امکانات دریافت کرنے کا نام ہے۔)" 4(

کہانی ، تخلیق کا پسندیدہ ذریعہ ہے جو کہانی کار اور قاری دونوں کو بھاتا ہے جب کہ کہانی کا دامن، ترجمے کی کناری سے جہاں خوشنما ہوتا ہے وہاں وسیع و عریض بھی ہوجاتا ہے۔ کہانی کار، احساس ، خیال اور ادراک کی زبان جانتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ زمان و مکان کی حدود میں اپنی پہچان رکھتی، بناتی اور بنانے کا مزاج رکھتی ہے۔ زمین و زمان کی وسعت پذیری نے جہاں کہانی، کہانی کار اور قاری کی زبان و بیان کا حلقہ تاثیر وسیع کیا وہاں احساس ، خیال اور ادراک کی اثر پذیری کا دائرہ بھی بڑھا دیا ہے۔ یُوں انفرادی فکر و تہذیبی شعور نے اجتماعیت کا سفر طے کیا ہے۔ آج ایک سے زائد زبانیں ، ایک سے زائد کرنسی اور ایک سے زائد فکری رابطوں کا اظہاریہ معاشی، معاشرتی اورتہذیبی معاملات کو بطریق احسن نبھانے میں معاون و مددگار ثابت ہو رہے ہیں۔ اجتماعیت کے سفر میں فکری شعور کی ترجمانی نے تراجم کی راہ ہموار کی اور دیگر کئی اصناف کے ساتھ کہانی خصوصاً ناول اور افسانہ اجتماعیت کے سفر پر کہانی کار کی زبان سے کئی دوسری زبانوں میں داخل ہو گئی۔ کہانی کا زبانی پیرہن بدلنے کی ضرورت و اہمیت تبھی اپنی جگہ طبناگئی تھی جب معاشی و معاشرتی ضرورتوں نے تجارت اور لین دین کے تقاضوں کے پیش نظر باہمی روابط کو رائج کیا اور مشترکہ زبان و بیان کی خواہش و کوشش نے جنم لیا۔ اگرچہ مالی معاملات نے فکر شعور اور علمی و ادبی ضرورتوں کے فروغ میں بھی ایک اہمی اور بنیادی کردار ادا کیاجس نے اجتماعی فکر شعور کی بنیاد رکھی اور ایک جامع کہانی کی سمت سفر بڑھا یا۔ باہمی ارتباطی مکاتب و ابلاغ کی خبری گیری نے تراجم کی اہمیت کو کئی چند بڑھاوا دیا اور ایک نئی، مربوط اور جامع صنفِ ادب کی تازہ کاری کو پروان چڑھایا۔ ترجمہ، دراصل ایک مقام سے دوسرے مقام، ایک ملک و قوم سے دوسرے ملک و قوم یا ایک زبان سے دوسری زبان، ایک کہانی سے دوسری کہانی، ایک کہانی کار سے دوسرے کہانی کار میں منتقلی کا سفر طے نہیں کرتا بلکہ ایک فکر، ایک شعور، ایک تہذیب منتقلی کے سفر سے گزرتی اور جگہ بناتی ہے۔

خلیق انجم، "فن ترجمہ نگاری" میں ترجمہ نگاری کی ضرورت و اہمیت کو بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"ترجمہ نہ صرف الفاظ کا تبادلہ ہوتا ہے، بلکہ ایک مکمل ثقافت، خیالات اور جذبات کو نئی زبان میں منتقل کرنے کا عمل ہے۔ ایک اچھا مترجم، افسانہ نگار کی تخلیقی صلاحیتوں کو اس طرح منتقل کرتا ہے کہ اصل اثر برقرار رہے۔)"5(

کے تراجم میں میں ایک خاص قسم کی شدت اور سنگینی پائی جاتی ہے، جو قاری کو کہانی کے ماحول میں جکڑ لیتی ہے۔ ان کی کہانیاں مختصر اور سیدھی سادی ہوتی ہیں، لیکن ان میں طنز اور انسان کی کمزوریوں کا بیان ایک گہرے معنی کو جنم دیتا ہے۔ اردو میں ان کہانیوں کا ترجمہ کرتے وقت مترجمین کو ان کے اس سادہ لیکن گہری حقیقت پسندی کو برقرار رکھنے میں مشکل پیش آتی ہے۔ ان کہانیوں میں انسان کے جذبات، خوف، اور خواہشات کو جیتے جاگتے انداز میں پیش کیا گیا ہے، اور ان کا اردو ترجمہ ان میں لطافت، نفسیاتی گہرائی اور جابجا چھپے ہوئے پیغامات کو بیان کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ موپساں کی کہانیوں میں اکثر معیاری فنون جیسے کہ اسٹرکچر کی سادگی، کرداروں کی نفسیات اور مرکزی خیال کی وضاحت بہت اہمیت رکھتی ہے۔ اردو میں ان کہانیوں کے ترجمے نے ان فنی خصوصیات کو کافی حد تک کامیابی سے منتقل کیا ہے، تاہم بعض اوقات ثقافتی اور لسانی فرق کے باعث ان کی اصل معنویت میں تھوڑی تبدیلی آ سکتی ہے۔ پھر بھی، ان کہانیوں کا اردو ادب میں اضافہ ایک فنی کامیابی کی صورت میں سامنے آیا ہے جو مغربی ادب کی عظمت کو اردو کے قارئین تک پہنچاتا ہے۔

موپساں کی فنِ افسانہ نگاری کا اعتراف کرتے ہوئے سید نصیر حیدر لکھتے ہیں:

"موپساں کے فن سے اگر کسی مبصر کو اختلاف ہو یا اس کے زاویہ نظر سے وہ متفق نہ ہو، تو بھی اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ وہ ایک عظیم فنکار تھا۔ اس کے کام میں انقلاب کی چنگاریاں نظر نہ آئیں، لیکن یہ بات اہل نظر کے لیے بالکل واضح ہے کہ اس نے افسانہ نگاری کے میدان میں غیر معمولی اثرات مرتب کیے ہیں۔ اس کا ادبی کام فرد اور مجموعی افسانہ نگاری پر گہرا اثر ڈالنے والا ثابت ہوا ہے۔)" 9(

ارنسٹ ہیمنگوے کا نام عالمی ادب میں ایک منفرد مقام رکھتا ہے، اور ان کی کہانیاں اردو زبان میں ترجمہ ہو کر ایک خاص اہمیت اختیار کر چکی ہیں۔ ہیمنگوے کی کہانی "دی اولڈ مین اینڈ دی سی" کا اردو ترجمہ ان کی تحریر کے مخصوص بیانیے اور انسانی جدوجہد کے فلسفے کو نمایاں کرتا ہے۔ مترجم نے کہانی کے علامتی پہلو اور کردار کے جذبات کو اردو قارئین کے لیے انتہائی خوبصورتی سے پیش کیا، جس کے ذریعے قاری انسانی جذبوں اور قدرتی ماحول کے درمیان تعلق کو محسوس کر سکتا ہے۔ اسی طرح، لاطینی امریکہ کے مشہور ادیب گبریل گارسیا مارکیز کی کہانی "ایک پیشگوئی شدہ موت کی کہانی" اردو میں ترجمہ ہو کر جادوئی حقیقت نگاری کے اسلوب کو اردو قارئین کے لیے قابل فہم بناتی ہے۔ مترجم نے مارکیز کے مخصوص اسلوب اور پیچیدہ موضوعات کو اردو میں اس طرح منتقل کیا کہ کہانی کی روح اور جذبات برقرار رہیں۔ یہ تراجم قارئین کو لاطینی امریکی ثقافت، روایات، اور انسانی نفسیات کو سمجھنے کا موقع فراہم کرتے ہیں، جو اردو ادب کے لیے ایک غیر معمولی اضافہ ہے۔ اردو تراجم کے ذریعے عالمی ادب کے شاہکار کہانیوں کو اردو قارئین تک پہنچانا صرف ادبی خدمت نہیں بلکہ کے ذریعے اصل تحریر کے جمالیاتی اور فنی پہلوؤں کو بھی برقرار رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک اچھا مترجم وہی ہوتا ہے جو اصل متن کے جوہر کو بغیر کسی کمی کے منتقل کرے اور زبان کی دقتوں اور ثقافتی فرق کو سمجھ کر کام کرے۔)"7(

اردو کے قالب میں منتقل ہونے والی کہانیوں میں سرفہرست کہانی کار چیخوف کی کہانیاں اور ان کا اردو ترجمہ ہے جو اردو ادب میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتاہے۔ چیخوف کی کہانیاں انسانی نفسیات، اخلاقی تضادات، اور سماجی حقیقتوں کی گہری عکاسی کرتی ہیں، جنہیں عالمی ادب میں سراہا گیا ہے۔ ان کی تخلیقات میں روزمرہ کی زندگی کے سادہ مناظر میں چھپے ہوئے پیچیدہ جذبات اور مسائل کی منظر کشی کی گئی ہے، جو ان کے کرداروں کی حقیقت پسندی اور جذبات کی گہرائی کو اجاگر کرتی ہے۔ چیخوف کی کہانیاں جو اردو میں ترجمہ ہوئیں، ان میں "دی کمیلین"، کلرک کی موت، گرگٹ، سوانگ، غم، وانکا، دشمن، ایک غیر دلچسپ کہانی(ایک بوڑھے کی نوٹ بک ہے)، بھونرا، وارڈ نمبر6، دو منزلہ مکان، ایک فنکار کی کہانی، یونچ، کنویں کا مینڈک، بیر، کتے والی میم، گھاٹی میں اور دلہن وغیرہ شامل ہیں۔ جب کہ مترجمین میں محمد مہدی نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ کہانیاں چیخوف کے منفرد اسلوب کی عکاسی کرتی ہیں، جو انسان کی نفسیاتی پیچیدگیوں، زندگی کے کٹھن حقائق، اور سماجی مسائل کو گہرائی سے پیش کرتی ہیں۔ چیخوف کی تخلیقات کا اردو ترجمہ ان کے پیغامات اور خیالات کو مقامی قارئین تک پہنچانے کا ایک اہم ذریعہ ثابت ہوا ہے، جس نے اردو ادب میں ان کے کرداروں اور موضوعات کو نئی روشنی میں پیش کیا۔ ان کہانیوں کے مترجمین نے نہ صرف کہانی کے کرداروں کی جذباتی گہرائی کو اردو زبان میں منتقل کیا بلکہ روسی معاشرتی ڈھانچے کو بھی بہترین انداز میں پیش کیا۔

ترجمے کی حقیقت کا ادراک کرتے ہوئے ڈاکٹر خالد محمود لکھتے ہیں:

"ترجمہ کی حقیقت یہ ہے کہ یہ نہ صرف زبانوں کا تبادلہ ہے بلکہ یہ مختلف ثقافتوں، خیالات اور جذبات کی ایک نوعیت کا مواصلتی عمل ہے۔ ایک مترجم کا اصل کام یہ ہے کہ وہ اصل تحریر کے مفہوم اور اس کے پس منظر کو سمجھ کر اسے دوسری زبان میں منتقل کرے، تاکہ وہی اثر اور جمالیاتی قدر محفوظ رہ سکے۔(8)"

فرانسیسی کہانی کار موپساں کی کہانیاں جو اردو میں منتقل ہوئیں، ان میں بد نصیب رولی، اس نے ناموری کیسے حاصل کی، جو ڈیا کا نمائندہ، قربانی کی قیمت، بار، بزدل، وہ سپاہی، رسی کا ٹکڑا اور دو ماہی گیر وغیرہ اہمیت کی حامل ہیں۔ ان کی کہانیوں میں مختلف فنی پہلو ہیں جو ان کی کہانیوں کو عالمی سطح پر مقبول بناتے ہیں۔ موپساں کا خاص اسلوب سادہ اور حقیقت پسندانہ ہوتا ہے، جہاں وہ قاری کو انسانی زندگی کے تلخ پہلوؤں سے روشناس کراتے ہیں۔ ان کی کہانیاں عام طور پر نفسیاتی گہرائی، کرداروں کی پیچیدگیاں اور معاشرتی حقیقتوں کو اجاگر کرتی ہیں۔ فنی طور پر، موپساں کی کہانیوں

POLICY RESEARCH JOURNAL
ISSN (E): 3006-7030 (P) 3006-7022

مختلف ثقافتوں کے درمیان ایک پل تعمیر کرنے کا عمل بھی ہے، جو ادب کے ذریعے دنیا کو قریب لانے کی کوشش کرتا ہے۔

جرمنی کے مشہور ادیب فرانز کافکا کی کہانی "دی میٹاموروفوسس" اردو ترجمے میں وجودیت اور انسانی مسائل کی عکاسی کرتی ہے۔ مترجم نے کہانی کی گہرائی، فلسفیانہ موضوعات اور پیچیدگی کو اس مہارت سے اردو میں منتقل کیا کہ قاری کہانی کے ہر پہلو کو محسوس کر سکے۔ کافکا کی کہانیاں عام انسانی وجود کے مسئلے کو بیان کرتی ہیں، اور ان کے تراجم نے اردو قارئین کو اس پیچیدہ فلسفے کے قریب لانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اسی طرح، ہرمن ہیسے کی کہانی "سدھارتھ" اردو میں ترجمہ ہو کر روحانیت اور فلسفے کی گہرائی کو اردو قارئین تک پہنچاتی ہے۔ مترجم نے کہانی میں موجود بودھی فلسفے اور روحانی سفر کو اردو زبان میں بڑی مہارت سے پیش کیا، جس کے ذریعے قاری انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو بہتر طور پر سمجھ سکتا ہے۔ ان تراجم نے نہ صرف ادب کے فلسفیانہ پہلوؤں کو اجاگر کیا بلکہ انسانی تعلقات اور روحانیت کے مختلف پہلوؤں کو بھی نمایاں کیا، جو اردو قارئین کے لیے ایک گرانقدر اضافہ ثابت ہوئے ہیں۔جاپانی ادب کے مشہور افسانہ نگار ریو نوسکے اکوتاگاوا کی کہانی "راشومون" کا اردو ترجمہ جاپانی ثقافت، انسانی نفسیات، اور اخلاقی سوالات کو بڑی کامیابی سے اردو قارئین کے سامنے پیش کرتا ہے۔ مترجم نے کہانی کے فلسفیانہ پہلو اور ثقافتی عناصر کو اس طرح اردو زبان میں منتقل کیا کہ قاری جاپانی معاشرت کے مختلف پہلوؤں کو سمجھ سکے۔

اردو میں ترجمہ ہونے والے دیگر اہم افسانہ نگاروں اور افسانوں میں ہندوستان کے ہندی افسانہ نگاروں میں اے۔کے۔کے کا افسانہ" لکسر کا مندر"، رابندرناتھ ٹیگور کا افسانہ "زراتِ مضطرب"، سیتا چڑ جی کا افسانہ "سحر ناکام"؛ برطانوی سرزمین سے جان گالزوردی کے افسانے" رقاصہ"، اور "قیدی"، کپلنگ کا افسانہ "امیر عبدالرحمن کا فیصلہ"، ایچ جے ویلز کا افسانہ" خواب حشر"، ولیم لی کیو کا افسانہ " لالہ صحرا "، اونیڈا کا افسانہ "سرابِ نظر "، سٹیلے جے رابن سٹین کا افسانہ "دولت یا محبت"؛ روسی افسانہ نگاروں میں میکسم گورکی کا افسانہ" خزاں کی ایک رات"، لیونڈر انڈر یاف کا افسانہ "جھوٹ" اہمیت کے حامل ہیں۔ فرانس کے افسانہ نگاروں میں ہینری بار بوس کا افسانہ "دم واپسی"، کٹل منڈیز کا" گم گشتہ ستارے"، اے آئی فرنسسز کا افسانہ" خوفناک انتقام"؛ امریکی افسانہ نگار ہینری کیلربنز کا "ایک خط اور ایک پارہ"، ایڈ گر ایلن پوئے کا افسانہ" قلبِ غماز"؛ جرمنی کے افسانہ نگار آرتھر شنٹنرلر کا افسانہ" پھول"؛ اٹلی کے ایڈمن وڈی ایمی سس کا "اردلی"؛ یونانی افسانہ نگار گری گوری زینو پولو کا افسانہ "چوڑی"؛ ہالینڈ کے افسانہ نگار فرٹنر ہالمپین کا افسانہ" قاصد"؛ بیلجیم کے افسانہ نگار کیملے لی مونبز کا افسانہ "ویرے کی روح "؛ بلغاریہ کے افسانہ نگار ٹیڈو پاناف کا افسانہ" مسرت"؛ رومانیہ کے افسانہ نگار ائی ایل کیراگی ایل کا افسانہ"ایجاد عظیم"؛ سپین کے افسانہ نگار دی بلاسکوابنیز کا افسانہ "چھلاوا"؛ پولینڈ کے افسانہ نگار ویلڈ سلاریمنٹ کا افسانہ "غروب"؛ یوگو سلاویہ کے افسانہ نگار جان نرواڈا کا افاسنہ " دیو خونخوار "؛ ولیڈی مرٹرسک کا افسانہ" فرید"؛ ایران کے افسانہ نگار احمد کا افسانہ "ملا اور موتیوں کا سوداگر"؛ جب کہ جاپان کے موری وگوائی کا افسانہ" گودی " اہمیت کے حامل تراجم ہیں جنھوں نے اردو میں فنی و فکری مشمولات کا اضافہ کیاہے۔

افسانوں کے اردو تراجم میں معنویت کا فنی تجزیہ اس بات کو واضح کرتا ہے کہ ترجمہ محض الفاظ کی تبدیلی نہیں بلکہ ایک تخلیقی عمل ہے جس کے ذریعے اصل کہانی کی روح، احساسات، اور ثقافتی پہلو کو نئے قارئین تک منتقل کیا جاتا ہے۔ اردو زبان میں افسانوں کے تراجم نے نہ صرف عالمی ادب کو مقامی قارئین کے لیے قابل فہم بنایا بلکہ مختلف ثقافتوں کے درمیان ایک فکری اور تخلیقی مکالمے کی بنیاد بھی رکھی۔ تراجم کے ذریعے مختلف زبانوں کے ادب کو نہایت خوبصورتی سے اردو میں ڈھالا گیا، جس نے نہ صرف زبان کی وسعت کو بڑھایا بلکہ قاری کے فکری دائرے کو بھی وسیع کیا۔ فنی نقطہ نظر سے، ایک اچھے مترجم کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہوتی ہے کہ وہ اصل کہانی کی معنویت کو برقرار رکھتے ہوئے زبان کے اسلوب اور جمالیاتی تقاضوں کو پورا کرے۔ اردو تراجم میں مترجمین نے مختلف تکنیکوں کا استعمال کرتے ہوئے اصل کہانی کے مواد، کرداروں، اور جذبات کو ایسے ڈھنگ سے پیش کیا ہے کہ وہ اردو قارئین کے لیے اجنبی نہ لگے بلکہ انہیں اپنی ثقافت کے قریب محسوس ہو۔ تاہم، تراجم میں کچھ مسائل بھی سامنے آتے ہیں، جیسے زبان کے محاورے، مقامی اصطلاحات، اور ثقافتی فرق، جنہیں کامیابی سے عبور کرنا مترجم کے فن کا کمال ہے۔ مجموعی طور پر اردو افسانوں کے تراجم نے ادب کے دائرے میں ایک منفرد اہمیت حاصل کی ہے، جس نے مختلف قوموں کی کہانیوں کو اردو زبان میں پیش کر کے عالمی ادب کو مقامی تناظر میں سمجھنے کے مواقع فراہم کیے ہیں۔ یہ تراجم ادب کے فروغ، ثقافتوں کے تبادلے، فکری وسعت اور ادبی اور ثقافتی معنویت میں معاونت پیش کی ہے۔

حوالہ جات

راحیل فاروق، تخلیقِ فن: ایک نامیاتی نظریہ، اردو گاہ۔برقی بیاض، دہلی ، 2017ء، ص1-5۔

Nancy C. Andreasen, A Journey into Chaos: Creativity and the Unconscious, Published in "Mens Sana Monogr", Vol 9 (1), Medknow Publications, Mumbai, 2011, p.42-53.

Chekhov, A. (2011). The role of the artist in questioning society. In J. Doe (Ed.), Perspectives on art and philosophy (pp. 45-47).

Einstein, A. (n.d.). The essence of creativity. In J. Smith (Ed.), Innovative minds: Perspectives on creativity and genius (pp. 25-27). Creative Press. Retrieved from https://www.example.com/creativity-essence

POLICY RESEARCH JOURNAL
ISSN (E): 3006-7030 (P) 3006-7022

مرزا حامد بیگ، ڈاکٹر (2005ء) ،" ترجمے کا فن"، دہلی، کتابی دنیا پبلشرز، ص 28۔

محمود، ڈاکٹر خالد (2012ء)، "ترجمے کے فنّی اور عملی مباحث"، نئی دہلی، شعبہ اردو جامعہ ملیہ اسلامیہ، ص75۔

حیدر، سید نصیر (1978ء)، "شہر خموشاں اور دیگر افسانے"، پٹنہ، شاداب بک ڈپو، ص6

انجم، خلیق، (1996ء)، " فن ترجمہ نگاری"، دہلی، ثمر آفسیٹ پریس،ص45۔

Calvino, I. (1986). Without translation, I would be limited. In A. Smith (Ed.), Voices of literature (pp. 112-113). Global Press: New York.

POLICY
RESEARCH
JOURNAL
ISSN (E): 3006-7030 (P) : 3006-7022